# مولانا آزاد بحیثیت مفسرِ قرآن

مولانا اخلاق حسین قاسمی

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ جس طرح ادب وسیاست کے امام اور جہادِ حریت کے سرفروش سپہ سالار تھے اسی طرح قرآن حکیم کے مفسر اور شارح کی حیثیت سے بھی علماء اسلام میں مولانا مرحوم امتیازی شان اور منفرد عظمت کے مالک تھے۔

امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے بعد جس عظیم ہستی کو قدرت نے علومِ قرآنی میں وسیع تبحر اور گہری بصیرت عطا فرمائی وہ ابوالکلام تھے۔

ہندوستانی مسلمانوں میں کتاب آسمانی قرآن حکیم کے علوم کو رازِ سربستہ کی طرح ناقابلِ فہم خیال کیا جاتا تھا، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان نے کلام الٰہی سے مسلمانوں کا سیدھا تعلق قائم کرنے کے لئے قرآن کریم کے لفظی اور بامحاورہ ترجموں کی داغ بیل ڈالی۔

اور پھر مولانا آزاد وہ پہلے داعی اسلام ہیں جنہوں نے زندگی کے ہر معاملے میں براہِ راست قرآن کریم پر غور وفکر کرنے اور اس سرچشمۂ ہدایت سے رہنمائی حاصل کرنے کے سلسلے کو عروج پر پہنچایا۔ مولانا آزاد کے شعلہ بار قلم نے عزم ویقین، زہد وعبادت، سیاست وحریت، اخلاق وانسانیت اور محبت اور رواداری، غرضیکہ ہر عنوان پر اردو ادب کے شہ پارے قوم کو دیئے ہیں۔ اور ہر عنوان پر مرحوم کا قلم آیاتِ قرآنی کے برمحل اور برجستہ استدلال سے قرآن کی روشنی بکھیرتا چلا گیا

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آزاد کی روح ہمیشہ قرآن میں غوطہ زن رہتی اور ان کی نظروں کے سامنے قرآنی معارف قطار در قطار کھڑے رہتے جس میں مولانا نے قرآن حکیم کی 'عربی مبین' کو 'اردوئے مبین' کے قالب میں ڈھالا ہے

بلاشبہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم اور اس کے عالی قدر مضامین انسانی زندگی کی رہنمائی کے لئے خدا کا پیغام ہیں۔

لیکن اسی کے ساتھ قرآن حکیم کا لسانی اور ادبی اعجاز، اس کی فصاحت وبلاغت اور ان

کا مخصوص خطابی طرزِ بیان بھی ایسا ہے جس نے عرب کے سنگ دل انسانوں کے دل پگھلا دیئے
بعد اس کے ادب کی قوتِ تاثیر کا لوہا مخالف سے مخالف نے بھی مانا۔

اس لئے ضرورت تھی کہ مولانا آزاد جیسا اردو ادب کا شہنشاہ اپنے زرنگار قلم سے اردو ادب میں کتاب مبین کی ایسی ترجمانی کرے جو عقل و فکر کو متاثر کرتی ہوئی قلب و جگر میں اتر جائے۔

اگر اہلِ عرب قرآن عظیم کا جادو اثر کلام سن کر نقدِ دل ہار بیٹھے تو بلاشبہ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کو مولانا آزاد کی روح پرور زبان میں پڑھ کر ہماری روح وجد میں آجاتی ہے۔

مولانا آزاد اپنے دور کے بہت بڑے عقلیت پسند مفکر ہیں، مگر قرآن حکیم کی تفسیر و تشریح کے معاملہ میں کتاب الٰہی کا ادب و احترام مولانا کو سخت احتیاط پسند بنا دیتا ہے۔ اور وہ صحابہ کرام اور سلف صالحین کے مسلک کی پیروی پہ زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"انبیاء کرام کا طریق استدلال یہ نہیں ہوتا کہ منطقی طریقہ پہ نظری مقدمات ترتیب دیں پھر ان کی بحثوں میں مخاطب کو الجھائیں، وہ براہ راست تلقین و اذعان کا فطری طریقہ اختیار کرتے ہیں جسے ہر دماغ وجدانی طور پہ پالیتا ہے اور ہر دل قدرتی طور پہ قبول کر لیتا ہے لیکن ہمارے مفسرین متکلمین کو فلسفہ و منطق کے انہماک نے اس قابل نہیں رکھا کہ کسی حقیقت کو اس کی سیدھی سادی شکل میں دیکھیں اور قبول کر لیں"

آگے فرماتے ہیں:

"اسی تخم کے یہ بھی برگ و بار ہیں کہ سمجھا گیا قرآن کو وقت کی تحقیقات علمیہ کا ساتھ دینا چاہئے چنانچہ کوشش کی گئی کہ نظام بطلیموس اس پر چسپاں دیا جائے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح آج کل دانش فروشوں کا طریقہ تفسیر یہ ہے کہ موجودہ علم ہیئت کے مسائل قرآن پر چپکائے جائیں"

پھر فرماتے ہیں:

"ایک طرف تو صحابہ و سلف کی روایات سے تغافل ہوا دوسری طرف روایات تفسیر کے غیر محتاط جامعوں نے الگ آفت مچا دی" الفاتحہ ص ۶۹

مولانا آزاد مطالب قرآن میں عقل و بصیرت سے کام لینے کے مخالف نہیں لیکن وہ تفسیر و تشریح میں سلف صالحین کی پیروی اس لئے ضروری قرار دیتے ہیں کہ سلف کی راہ سے ہٹ کر تفسیر بالرائے کا دروازہ کھل جاتا ہے اور پھر فتنہ پسند ذہن اپنے غلط نظریات کے لئے قرآن کریم میں کھینچا تانی شروع کر دیتا ہے۔

اسی افتراق پسند طبقہ کے لئے اقبال نے کہا ہے ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

مولانا آزاد مقدمہ تفسیر میں فرماتے ہیں :

"یہ الیقین ہے کہ مسلمانوں کی زندگی اور سعادت کے لئے سرچشمہ حیات حقیقت قرآنی کا انبعاث ہے۔"

مولانا کا یہ یقین کتاب الٰہی کی ہر آیت پاک کی تفسیر میں نمایاں طور پر اپنا کام کرتا نظر آتا ہے اور مولانا اپنے ہر جملہ سے ناظرین کے دل میں بٹھاتے چلے جاتے ہیں کہ کتاب الٰہی ایک زندہ اور ناطق قانون حیات ہے اور وہ ہر صاحب ایمان سے اپنی پیروی اور اطاعت کا طالب ہے

چند مثالیں ملاحظہ ہوں

الحمد للہ —— یہ لکھتے ہیں :

"پس الحمد للہ کے معنی یہ ہوئے کہ حمد و ثنا میں سے جو کچھ اور جیسا کچھ بھی کہا جا سکتا ہے وہ سب اللہ کے لئے ہے کیونکہ خوبیوں اور کمالوں میں سے جو کچھ بھی ہے سب اسی سے ہے اور اسی میں ہے اور اگر حسن موجود ہے تو نگاہ عشق کیوں نہ ہو اور اگر محمودیت جلوہ افروز ہے تو زبانِ حمد و ستائش کیوں خاموش رہے۔"

آئینہ ما روئے ترا عکس پذیر ست
گر تو نہ نمائی گنہ از جانب ما نیست

رب العالمین —— کی تفسیر کے یہ چند کیف پرور جملے بھی سنیئے "خدا کے رب العالمین ہونے کے یہ معنی ہوئے کہ جس طرح اس کی خالقیت نے کائنات ہستی اور اس کی ہر چیز پیدا کی ہے، اسی طرح اس کی ربوبیت نے ہر مخلوق کی پرورش کا سروسامان بھی کر دیا ہے اور اس طرح کہ ہر حالت کی رعایت ہے ہر ضرورت کا لحاظ ہے ہر تبدیلی کی نگرانی ہے اور کمی بیشی نسبت میں آچکی ہے اور فطرت سب کے لئے ہر حالت میں یکساں طور پر پرورش کی گود اور نگرانی کی آنکھ رکھتی ہے"

الرحمٰن الرحیم —— کی تفسیر کے یہ چند جملے بھی ملاحظہ ہوں :

"قرآن بار بار ہمیں سناتا ہے کہ خدا کی رحمت و بخشش کی کوئی انتہا نہیں اور اس طرح ہمیں

یاد دلاتا ہے کہ ہم میں بھی اس کے بندوں کے لیے بخشش و رحمت کا غیر محدود جوش پیدا ہونا چاہیئے۔ اگر ہم اس کے بندوں کی خطائیں بخش نہیں سکتے تو ہمیں کیا حق ہے کہ اپنے خطاؤں کے لیے اس کی بخشائشوں کا انتظار کریں۔

مولانا آزاد کی تفسیر ایک خصوصیت یہ بھی رکھتی ہے کہ قرآن کریم کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ مختصر تشریحی نوٹ ناظر کے سامنے رہتے ہیں جو عام حواشی قرآن کی طرح نہ تو ناظر کو الجھاتے ہیں اور نہ اصل مقصد سے دور لے جاتے ہیں۔

مولانا نے ان تشریحی نوٹوں میں لغت، بلاغت، حکمت اور تاریخ کے موتی بکھیرے ہیں اور اختصار کے ساتھ جامعیت پر مولانا آزاد کی بے پناہ قدرت بیان پر دلالت کرتے ہیں۔ مولانا صبر و نماز پر لکھتے ہیں۔

صبر و نماز کی قوتوں سے مدد لو، صبر کی حقیقت یہ ہے کہ مشکلات و مصائب جھیلنے اور نفسانی خواہشوں سے مغلوب نہ ہونے کی قوت پیدا ہو جائے۔

نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر و فکر سے روح کو تقویت ملتی رہے۔

جس جماعت میں یہ دونوں قوتیں پیدا ہو جائیں گی وہ کبھی ناکامیاب نہیں ہوسکتی (البقرہ صـ ۲۲۲)۔

ایک نوٹ میں وحدت انسانی کا پیغام دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وہ کون سا رشتہ ہے جو اتنے اختلافات رکھنے پر بھی انسانوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دے اور انسانیت کا بکھرا ہوا گھرانا پھر از سر نو آباد ہو جائے۔

قرآن کہتا ہے، صرف ایک ہی رشتہ باقی رہ گیا ہے اور وہ خدا پرستی کا مقدس رشتہ ہے۔ تم کتنے ہی الگ الگ ہو گئے ہو لیکن تمہارے لئے خدا الگ الگ نہیں ہو سکتے۔ تمہاری کوئی نسل ہو، تمہارا کوئی وطن ہو، تمہاری کوئی قومیت ہو، جب ایک ہی پروردگار کے آگے سر نیاز جھکا دوگے تو یہ آسمانی رشتہ تمہارے تمام ارضی اختلافات مٹا دے گا (صـ ۱۳۲)

(جاری کردہ : مولانا آزاد اسٹڈی فورم دہلی)